حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

"دیوانِ ولی اللہ محب مرتبہ ڈاکٹر شگفتہ زکریا کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ "

Dr. Hina Asghar

Visiting Assistant Professor, Department Of Urdu, University of Education, Lower Mall campus, Lahore.

Dr.Sadia Riaz (Co-Author)

Abstract

Sheikh Waliullah Muhib was a young contemporary of Mir o Suda. Insha, Mushafi, Qudratullah Qasim etc. had deep rituals. Waliullah Muhib was the teacher of Prince Suleman Shikoh. He was blessed with the qualities of good nature and justice. Narrators have highly praised the integrity and maturity of his speech. Mushafi, Muhammad Hussain Azad, Molvi Abdul Haq, Hasrat Mohani and other celebrities have paid tribute to his personality and work. Dr. Shagufta Zakria compiled his poetry with great effort and attention and presented it to the world of literature for the first time. With the publication of this deewan, something more important will be added to the history of Urdu literature. Sheikh Waliullah Muhib was a well-known poet of the era of Insha and Mushafi. He has been remembered in good terms in the history of Urdu literature. But before that, neither his Deewan was published nor did any researcher do enough research and criticism about his biography and poetry, so no place was given to him in the history of Urdu literature. In this background, this work of Dr. Shagufta Zakria is an important editorial achievement, which reveals the thoughts and art of an important ghazal poet of the era of Insha and Mushafi. And the readers will also learn about the poetic characteristics of this important poet, era, and contemporary poets.

Key Words: Shagufta Zakria, Sheikh Waliullah Muhib, Dewan e waliullah Muhib, Research & Compilation, history of Urdu literature,

تدوین متن تحقیق کا اہم شعبہ ہے اس کا مقصد کسی مصنف کی ممکنہ حد تک اصل تحریر کو دریافت کر کے تدوینی اصولوں کے مطابق مرتب کرنا ہے۔اردو میں تدوینِ متن کی روایت کافی پرانی ہے۔اس کی بنیاد اردو مخطوطہ نگاری اور مخطوطہ شناسی پر ہے جو برِ صغیر میں مسلم تہذیب کا ایک مخصوص مظہر اور اس کی علمی و ادبی روایت کے سلسلے سے منسلک ہے۔تدوین کا لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے بنیادی طور پر اس سے مراد کسی متن کی انشائے مصنف اور منشائے مصنف کے مطابق ایسی بازیافت ہے جس میں بہت زیادہ توجہ اور علمی و ادبی جان فشانی روا رکھی گئی ہو۔1

تدوین متن کی ایک عمدہ مثال دیوانِ ولی اللہ محب کی تدوین ہے۔ جس کا مقدمہ اور تدوین ڈاکٹر شگفتہ زکریا نے کی ہے۔اس کتاب کی تدوین کا اولین مقصد پی ایچ ڈی کی ڈگری کا حصول تھا نیز دوسرا مقصد یہ تھا کہ ولی اللہ محب جیسے اہم غزل گو شاعر کا کلام جو کہ اب تک غیر طبوعہ تھا اسے مرتب و مدون کیا جائے۔ شیخ ولی اللہ محب دور انشاء، مصحفیؔ اور جرأت کے ایک معروف شاعر تھے۔بہت سے تذکروں میں ان کا ذکر اچھے لفظوں میں کیا گیا ہے۔ مگر اس سے پہلے نہ تو ان کا دیوان شائع ہوا اور نہ ہی کسی محقق نے ان کی سوانح اور کلام کے بارے میں تحقیق و تنقید کی اس لیے اردو ادب کی تاریخ میں ان کو کوئی مقام نہیں دیا گیا۔ بیشتر ادبی تاریخیں ان کے ذکر سے خالی ہیں۔اس پس منظر میں ڈاکٹر شگفتہ زکریا کا یہ کام اہم تدوینی کارنامے کی حیثیت رکھتا ہے جس سے دورِ انشاء و مصحفی کے ایک اہم غزل گو شاعر کے فکر و فن سے پردے اٹھتے ہیں۔بقول ڈاکٹر شگفتہ زکریا:

> "محب بنیادی طور پر غزل گو شاعر ہیں۔ان کے کلام میں متانت، پختگی، روانی اور بعض مقامات پر لفظی شکوہ کے بھی عمدہ نمونے موجود ہیں۔ان کا دیوان صنفِ غزل کے تقریباً سات ہزار اشعار پر مشتمل ہے اور ان کے کلام میں ایسے کئی اشعار موجود ہیں جنہیں انکھوں سے لگایئے اور دل میں جگہ دیجئے۔ بد قسمتی سے محب کا کلام غیر مطبوعہ تھا۔میں نے اسے مرتب کرنے کا بیڑا اٹھایا۔"2

دیوان ولی اللہ محب کو سنگت پبلیشرز لاہور نے 1999ء میں کتابی شکل میں شائع کیا۔ صفحات کی تعداد 415 ہے۔ڈاکٹر شگفتہ زکریا نے "دیوانِ ولی اللہ محب" کی تدوین کے لئے جو نسخہ سامنے رکھا وہ واحد نسخہ تھا جو نیشنل میوزیم کراچی میں موجود ہے۔بہت شکستہ، کرم خوردہ اور آب رسیدہ تھا۔اس لئے مخطوطے کی تدوین کارِ دشوار تھا جسے ڈاکٹر شگفتہ زکریا نے بخوبی اور محنت سے سر انجام دیا اور داد وصول کی ۔ان کا یہ اہم کام اردو ادب کی تاریخ میں اہم اضافہ ثابت ہوا۔ڈاکٹر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

شگفتہ زکریا نے جس مخطوطے سے استفادہ کیا اس کا تعارف تفصیل سے بیان کیا ہے اور بہت سے تذکروں کو مد نظر رکھتے ہوئے دیوان کی تدوین کی ہے اس مخطوطے کا تعارف ان الفاظ میں کرواتی ہیں:

> "دیوانِ شیخ ولی اللہ کا اب دنیا بھر میں صرف ایک مخطوطہ دریافت ہو سکا ہے جو اس وقت نیشنل میوزیم کراچی میں ہے اور اس کا نمبر قا183/3 ہے۔اس کا سائز 35×18 ہے۔ایک ایک صفحہ چھوڑ کر لکھا گیا ہے۔ صفحات نمبر کسی نے بعد میں لگائے ہیں۔کل صفحات 468ہیں۔ابتدائی صفحات میں سطریں بارہ یا تیرہ ہیں (پہلے صفحے کی سطریں آٹھ ہیں)بعد میں مخطوطے کا ہر صفحہ پندرہ سطور پر مشتمل ہے۔اس کا التزام اس حد تک کیا گیا ہے کہ بعض اوقات مقطعے کا ایک مصرع صفحہ کی آخر میں لکھا گیا ہے اور پندرہ سطریں مکمل ہو جانے پر دوسرا مصرع اگلے صفحے پر لے جایا گیا ہے۔کاغذ بقول مشفق خواجہ چکنا، باریک اور مٹیالا ہے۔ نسخہ نہایت بوسیدہ ہے ۔جگہ جگہ سے اسے دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ بہت سے الفاظ اور بعض جگہ آدھے آدھے مصرعے کرم خوردہ ہو چکے ہیں۔علاوہ ازیں چونکہ کاغذ دو سو سال سے زیادہ پرانا ہے اس لیے بوسیدہ ہو چکا ہے۔۔۔۔۔۔۔خط نستعلیق اوسط۔شروع سے کتابت واضح اور خوبصورت ہے مگر جوں جوں آگے بڑھتے ہیں کتابت ہوتی جاتی ہے۔جس کا ایک سبب کاتب کی تیز رفتاری ہے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ قلم گھس گھس کر اتنا خراب ہو چکا ہے کہ الفاظ کی ساخت بگڑ گئی ہے۔ایسا لگتا ہے کہ صفحہ 337 سے نیا قلم استعمال کیا گیا ہے کیونکہ یہاں سے خط پھر بہتر ہو گیا ہے۔کتابت شروع سے آخر تک ایک ہی کاتب نے کی ہے۔"[3]

ترقیمہ لکھا ہی نہیں گیا۔ آخری صفحے پر صرف ایک سطر لکھی ہے۔ مخطوطے میں بعض جگہ اضافے، تبدیلیاں اور اصلاحیں موجود ہیں۔یہ نسخہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کی ملکیت رہا ہے لیکن انہیں کہاں سے دستیاب ہوا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ متن شروع ہونے سے پہلے دو اوراق ہیں۔پہلے ورق پر مولوی صاحب کے خط میں آبِ حیات کا ایک اقتباس ہے اور ایک مستقل مہر ہے۔یہ مخطوطہ مولوی عبدالحق نے حاصل کیا ۔اسے کراچی لائے۔ جہاں یہ پہلے انجمنِ ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں رہا۔وہاں سے دوسرے مخطوطوں کے ساتھ نیشنل میوزیم کراچی میں اور ہنوز وہیں ہے۔

سید احمد اللہ قادری نے دو مضامین ولی اللہ محب پر لکھے۔ان کی بنیاد بھی اسی مخطوطے پر تھی۔تدوین کے دوران املا کو موجودہ زمانے کے مطابق کر دیا گیا ہے تاکہ استفادے کا دائرہ وسیع ہو جائے۔ڈاکٹر شگفتہ زکریا نے مخطوطے کے تعارف میں اس کے املاء کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

1. مخطوطے میں یائے معروف اور یائے مجہول من مانے طریقے سے لکھی گئی ہے۔جہاں جی چاہا یائے معروف اور جہاں جی چاہا یائے مجہول لکھ دی ہے۔اس لیے عموماً ہے، ہی، تھی اور بھی میں فرق کرنا بہت دشوار ہے۔
2. بہت سے الفاظ جو اج یکجا لکھے جاتے ہیں ان کو الگ الگ لکھا گیا ہے۔ جیسے آزادہ گی(آزادگی) ،بندہ گی(بندگی) میخوارہ گی(میخوارگی)،تازہ گی(تازگی) سوختہ گاں(سوختگاں) ،آسودہ گاں(آسودگاں)، چس کا(چسکا)، کھول نا(کھولنا) وغیرہ۔
3. بعض لفظ جو آج الگ لکھے جاتے ہیں انہیں ملا کر لکھا گیا ہے مثلا: نہو(نہ ہو)، دلمیں(دل میں)،ایشیخ(اے شیخ)،گناہو نمیں(گناہوں میں)، آنمیں(آن میں)،ایکسا(ایک سا)،بے صبریسے(بے صبری سے) وغیرہ۔
4. بہت سے الفاظ جو ہائے مختفی سے لکھے جاتے ہیں الف سے لکھے گئے ہیں مثلا ناما(نامہ)، فرشتا(فرشتہ)،سلیقا(سلیقہ)، کرشما(کرشمہ شیوا(شیوہ)، قصیدا(قصیدہ) وغیرہ۔
5. یاں اور یہاں -واں اور وہاں نیز ایک،اک اور یک میں فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا۔اسی طرح تیری ،تری، میری اور مری وغیرہ میں بھی کوئی فرق نہیں۔
6. ضمہ کی جگہ واؤ لکھی گئی ہے۔مثلا اوس(اس)، نوکیلا(نکیلا)، بورش(برش)، موڑک(مڑک) وغیرہ۔
7. نگاہ اور نگہ۔بادشاہ اور بادشہ وغیرہ میں فرق نہیں رکھا گیا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

8. دو چشمے ہائے کارواج نہیں تھا اس لیے یہ کہیں نہیں لکھی گئی۔ مثلاً دیکہ (دیکھ)، باندھا (باندہا)، بہروسہ (بھروسا) تہا (تھا)۔
9. اکثر جگہ امالہ نہیں کیا لیکن کہیں کہیں موجود ہے۔
10. ٹ ڈ وغیرہ کو وغیرہ کو ٹ ث وغیرہ (یعنی چار نقطوں کے ساتھ) لکھا گیا ہے۔
11. بعض الفاظ نون غنہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں ۔ مثلاً ٹھونکر (ٹھوکر)، سماں (سما)، پیاں (پیا)، بے بانک (بے باک) پانک (پاک)۔
12. آج کل جن الفاظ کو تشدید سے لکھے لکھنے کارواج نہیں وہ تشدید سے لکھے جاتے ہیں مثلاً اوسے (اس سے)، سنّا (سننا) وغیرہ۔
13. بعض اوقات اضافت کی جگہ یائے لکھی گئی ہے جیسے: تیری قضا (تیر قضا) نگہی لطف (نگہ لطف)، طائرے دل (طائر دل) وغیرہ۔
14. کاف اور گاف میں فرق نہیں کیا گیا ہر جگہ کشش کی صرف ایک لکیر دی گئی ہے۔ اسی طرح نون غنہ کی بجائے ہر جگہ اعلان نون کیا گیا ہے۔
15. بعض عربی الاصل تراکیب میں ایک الف زائد لکھا گیا ہے: نقش کاالحجر (نقش کالحجر) باالفعل (بالفعل) باالکل (بالکل) وغیرہ
16. فارسی کی بعض تراکیب عطف کے بغیر لکھی ہیں: مثلاً نشونما (نشو و نما)
17. بعض جگہ واؤ عطف لگادی ہے جس کا اب رواج نہیں مثلاً: گفت و گو (گفتگو)، جست و جو (جستجو)۔
18. ماضی قریب کے صیغہ جمع غائب (مونث) کی املا یوں ہے:

رہیں ہیں، لگیں ہیں، بھریں ہیں، آتیں ہیں وغیرہ حالانکہ آج کل: رہی ہیں، لگی ہیں، بھری ہیں، آتی ہیں، مروج ہے۔ بعض لفظوں کی املا درست نہیں ہے چند مثالیں: سدا بمعنی آواز (اصل: صدا) ملاذم۔ گلذار۔ زر وغیرہ ذال معجمہ سے لکھے ہیں جبکہ اصل میں زائے معجمہ سے ہیں۔

ہالہ کو حالہ، ثواب کو صواب (گناہ کا معکوس لفظ)، عزم کو عظم، شست (بمعنی نشانہ) کو شصت، سرسری کو صرصری، عوض کو عیوض، مخمصہ (الجھن) کو محمسہ، قوس قزاح کو قوس وقزح لکھا گیا ہے۔ حالانکہ ان کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مخطوطے میں بہت سی اغلاط اور تسامحات ہیں۔ کئی مصروں میں لفظ چھوٹ گئے ہیں۔ جس سے مصرعے ناموزوں ہو گئے ہیں ۔ بعض اوقات الفاظ غلطی سے دوبارہ لکھے گئے ہیں ۔ اس سے بھی مصرعے ساقط الوزن ہو گئے ہیں۔ ایسے مقامات کی وضاحت حواشی میں کر دی گئی ہے۔

مخطوطے میں اکثر مقامات پر " نہ " بروزن فع باندھا گیا ہے۔ حالانکہ یہ اس زمانے میں غیر فصیح تھا اور آج بھی غیر فصیح سمجھا جاتا ہے ۔ محب نے "نے" کو استعمال کرنے کی بجائے "نہ" کی ہائے کا اعلان کر کے اسے گویا "ناں" بنا دیا۔4

ڈاکٹر شگفتہ زکریا نے مقدمے میں محب کے سوانحی کوائف، شخصیت اور کلام کے بارے میں مختلف تذکروں سے استفادہ کرتے ہوئے بیان کیے ہیں۔ جس کے ذریعے قارئین عہدِ میر و سودا کے ایک اہم شاعر سے متعارف ہوتے ہیں۔

شیخ ولی اللہ محب سودا، میر اور درد کے ہم عصر تھے۔ سودا کے شاگرد بھی تھے بہت سے تذکروں میں ان کا ذکر اچھے لفظوں میں ہوا ہے۔ مگر بدقسمتی سے ڈاکٹر شگفتہ زکریا سے پہلے کسی نے ان کے موجودہ کلام کو مرتب نہیں کیا۔ اور جس داد و تحسین کے وہ مستحق تھے انھیں وہ مقام نہیں دیا گیا۔ ڈاکٹر شگفتہ زکریا نے اس امرِ دشوار کا بیڑا اٹھایا۔ اور اسے سنجیدگی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ آپ شیخ ولی اللہ محب کی تعریف و توصیف ان الفاظ میں کرتی ہیں:

> "محب کی شخصیت کو اکثر تذکرہ کاروں نے خراج تحسین ادا کیا ہے تذکروں سے وہ انصاف پسند، صلح کل، مؤدب، متواضع اور خلیق شخص تھے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے ان کی ظرافت طبع اور شگفتہ مزاجی کی بھی تعریف کی ہے۔"5

محب کے سوانحی کوائف کے بارے میں مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر شگفتہ زکریا کو ان کے خاندان کے بارے میں محدود معلومات حاصل ہوئیں۔ بعض تذکرہ نگاروں نے جن میں خوب چند ذکاء اور قدرت اللہ قاسم نے اپنے تذکروں میں لکھا ہے کہ ان کا تعلق ایک مشہور صوفی بزرگ محمد افضل خدا نما

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

قدس سرہ کے خاندان سے تھا۔ مگر یہ بزرگ کہاں سے آئے ؟ کون تھے ؟ کس زمانے سے تھے ؟ اس سلسلے میں تذکرے خاموش ہیں۔ قدرت اللہ قاسم نے مجموعہ نغز میں انہیں "مردِ ہندوستان زا" قرار دیا ہے۔ یعنی وہ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر شگفتہ زکریا کہتی ہیں:

"" ہندوستان زا" سے مراد یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد ماضی بعید سے ہندوستان میں مقیم تھے۔ ان کا تعلق ایران ،افغانستان یا عرب سے نہیں تھا بلکہ قدیم ہندوستان کے باشندے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس خیال کو مزید تقویت اس بات سے حاصل ہوئی کہ ہر تذکرہ نگار نے انہیں بالالتزام " شیخ " لکھا ہے۔ ہمارے ہاں " شیخ " یا تو ان افراد کے ناموں کے ساتھ لکھا جاتا ہے جو عرب سے ہجرت کر کے آئے ہوں یا ان اسماء کے ساتھ اضافہ کیا جاتا ہے جن کو اسلام لائے زیادہ مدت نہ گزری ہو۔" 6

بعض تذکرہ نگاروں نے شاہجہاں آباد دلی کا باشندہ لکھا ہے۔ اس لیے گمان یہ ہوتا ہے وہ عرصہ دراز سے دلی میں مقیم تھے اور محب دلی ہی میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے تھے۔

مختلف تذکرہ نگاروں کی آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا اصل نام شیخ ولی اللہ اور محب تخلص تھا۔ سالِ ولادت کا ذکر کسی تذکرے میں نہیں ملتا۔ محب نے فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں اچھی مشق سخن باہم پہنچائی تھی۔ فارسی زبان کا تو جوانی میں بہت ہی چرچا تھا مگر عربی زبان کی تعلیم نسبتاً کم تھی۔ دینی علوم سے بھی انہیں اچھی خاصی واقفیت حاصل تھی ان کے دیگر اشعار اور مقطعوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ راسخ العقیدہ شیعہ تھے لیکن بقول ڈاکٹر شگفتہ زکریا:

"۔۔۔۔۔ لیکن صوفیانہ مسلک کے مطابق ہر مسلک و مذہب کے پیروکاروں کو اپنے اپنے عقیدے پر قائم رہنے کی آزادی دینے کے قائل تھے اور اصل چیز عقیدے میں "عشق" کو سمجھتے تھے۔" 7

محب کا دور درویشی اور تصوف کا دور تھا بے شمار لوگ کشمکش حیات سے مجبور آ کنارہ کش ہو کر درویشی کا لباس اختیار کرتے جا رہے تھے۔ اسی دور میں محب نے شاعری کا آغاز کیا اس بات کا ذکر میر حسن کے تذکرے میں ملتا ہے۔ ڈاکٹر شگفتہ زکریا اس حوالے سے لکھتی ہیں:

"تذکرہ میر حسن کی تکمیل کے زمانے یعنی 1778ء کے قریب وہ فرخ آباد میں نواب مہربان خان رند کے پاس مقیم تھے لیکن دہلی میں اس سے پہلے وہ بہت سے ادبی معرکوں میں شریک رہ چکے تھے جن کا ذکر خوب چند ذکاء، قدرت اللہ قاسم اور اعظم الدولہ سرور کے تذکروں میں موجود ہے۔ خصوصاً مجموعہ نغز کے مؤلف قدرت اللہ قاسم نے ان کا نام اپنے گروہ کے ایک رکن کی حیثیت سے لکھا ہے اور دلی میں انشاء کے ساتھ عظیم بیگ وغیرہ کے جو شعری مجادلے ہوئے ان میں محب کی نمایاں حیثیت ہے تذکروں میں یہ اعتراف موجود ہے۔ ساتھ ہی اس بات کا اندراج بھی قریب قریب ہر تذکرے میں ہے کہ وہ مرزا رفیع سودا کے شاگرد یا متبع تھے وہ ایک جگہ خود لکھتے ہیں:

شاگرد گو نہیں ہوں یہ انداز گفتگو
فیضان نطق مجھ کو ہے مرزا رفیع کا 8

دہلی میں محب کے احباب قدرت اللہ قاسم، مرزا عظیم بیگ حکیم ثناء اللہ فراق، انشاء اللہ انشاء وغیرہ شامل تھے۔ محب ان کے ساتھ محفل آرائی کرتے اور مشاعروں میں شریک ہوتے تھے۔ دہلی میں بھی سودا کی شاگردی اختیار کی۔ دلی کے حالات خراب ہوئے تو اہلِ کمال ایک ایک کر کے وہاں سے رخصت ہونے لگے۔ مگر محب دلی میں ہی مقیم رہے۔ دلی سے فرخ آباد آئے۔ مصحفی کے انتقال کے بعد سلیمان شکوہ کے استاد محب بنے تھے۔ محب چند سال لکھنؤ میں رہے۔ وہیں انتقال ہوا۔ بعض تذکرہ نگاروں نے انھیں مرزا سلیمان شکوہ کا ملازم اور بعض نے استاد قرار دیا ہے۔ تذکرہ نگاروں نے انہیں استاد کا لقب دیا ہے۔ ان کے شاگردوں کے نام تذکروں میں ملتے ہیں ان میں سلیمان شکوہ، مہربان خان، جنون، شریف مقبول نبی مقبول شامل ہیں۔

گارساں دتاسی، مولوی کریم الدین کے مطابق محب کا سالِ وفات درج ذیل ہے۔

"محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی کا ہے۔ لکھنؤ میں درمیان 1207ء کے فوت ہوا۔" 9

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ڈاکٹر شگفتہ زکریا نے مقدمے میں ولی اللہ محب کے کلام پر تنقیدی نگاہ بھی ڈالی ہے۔اس سے ان کے کلام کے فکری و فنی خصائص مزید واضح ہو گئے ہیں۔

محب اپنے عہد کے قادر الکلام شاعر تھے۔ان کا اردو دیوان بہت ضخیم ہے اس میں تقریباً7000اشعار شامل ہیں۔ایک مخمس کے سوا باقی سارا مخطوطہ محض غزلیات پر مشتمل ہے۔انہوں نے دیگر اصناف میں طبع آزمائی کی ہے مگر ان کا دیگر اصناف میں لکھا ہوا کلام ناپید ہے۔مختلف ناقدین نے ان کے کلام پر تنقید کی ہے۔کچھ نے انہیں اہم شاعر قرار دیا اور کچھ نے عام۔مولوی عبدالحق نے انہیں اوسط درجے کا شاعر قرار دیا جبکہ مصحفی،اعظم الدولہ سرور نے اپنے عہد کا عام شاعر قرار دیا ہے۔

محب کے کلام میں موضوعات کا تنوع پایا جاتا ہے ۔عموماًوہی موضوعات ملتے ہیں جو اردو غزل کے روایتی مضامین ہیں۔ مثلا عشق و عاشقی،تصوف،خمریات،اخلاقیات وغیرہ

شیخ ولی اللہ محب کے کلام میں سب سے بڑا اور اہم موضوع عشق و عاشقی کا ہے۔ان کے یہاں عاشق،معشوق اور رقیب کی روایتی مثلث قریب قریب ہر جگہ موجود ہے مثال کے طور پر یہ شعر:

میں معتقد ہوں اپنے اس عشق کی کشش کا
پھیرا مزاج آخر اس میرزا منش کا

وصل ہوا تجھ کو صنم کا محب
شکر خدا نے تیرا مطلب دیا10

تصوف بھی محب کے دور کی شاعری کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔تصوف کے روایتی اشعار محب کے ہاں خاصی تعداد میں ملتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دور میں دہلی صوفیا اور درویشوں سے بھری پڑی تھی۔ان کے ہم عصر شعراء میر و سودا کے ہاں بھی تصوف کا موضوع پایا جاتا ہے۔بقول ڈاکٹر شگفتہ زکریا:

"محب کے ہاں ناصحانہ اور اخلاقی اشعار خاصی تعداد میں مل جاتے ہیں اس کی وجہ یہ کہ محب تذکرہ نگاروں کی پیش کردہ تصویر کے مطابق ثالث بالخیر اور انصاف پسند تھے۔ایسے اشعار میں وہ عام طور پر مصرعوں کی نوک پلک خوب سنوارتے ہیں اس لئے ان میں ضرب المثل بننے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔"11

مثالیں ملاحظہ ہوں:

کھل جائے ایک دم میں سب احوال کائنات
بیٹھو محب جو موند کے دروازہ آز کا
گر حرص کی آنکھوں کو قناعت سے کرے بند
مانند ہما شہرہ ہو دنیا میں مگس کا

عزیزاں ذرا خوب غفلت سے جاگو
کرتا روز محشر ہے سونا مسلم

آشنائے صاف دل سے بھی نہ کر افشائے راز

بے سخن دیکھا ہے آئینے کو غماز سخن12

محب کے ہاں دنیا کی ناپائیداری اور انسان کی زندگی کے مختصر ہونے کے مضامین بھی اکثر اشعار میں موجود ہیں۔ان کا زمانہ نادر شاہ کے حملے کا زمانہ تھا۔اس حملے نے سب کچھ بدل کرر کھ دیا۔شریف لوگ ذلیل ہوگئے۔اعلیٰ اخلاقی اقدار کو زوال آگیا۔قتل وغارت عام ہوئی۔اسی لئے محب اور دوسرے شعراء کے ہاں اخلاقی مضامین اشعار میں بکثرت ملتے ہیں:

دنیا میں ہم سمجھتے ہیں خلد بریں اسے
ہاتھ آئے جس زمین پہ گوشہ فراغ کا
یہاں تک تو محب بے ہنری ہوگئی رائج
اب نام و نشاں پوچھیے عنقا سے ہنر کا

عجب طرح سے کیا ہے غارت ستم گروں نے دیاردل کا
کہ ہم نے کوئی نگرنہ ایسا لٹا ہوا بے چراغ دیکھا 13

محب کے ہاں اکثر ایسے اشعار بھی ملتے ہیں جن میں زمانے کی خستہ حالی اور دگرگوں حالات کو بیان کیا گیا ہے:

آج گل پژ مردہ ہیں اور اشک شبنم ہے روا
مچ رہا ہے باغ میں شور عزائے عندلیب

کر گیا پرواز اس گلزار سے رنگ اثر
دل خراش گل نہیں اب نالہ ہائے عندلیب14

ڈاکٹر شگفتہ زکریا نے "دیوانِ ولی اللہ محب "نے مقدمے میں محب کے فکری خصائص کے ساتھ ساتھ ان کے اسلوب پر بھی روشنی ڈالی ہے اور شعری مثالوں سے ان کی وضاحت کی ہے۔محب کے اسلوب کی نمایاں خوبیوں میں تشبیہ،استعارہ،علامت،تراکیب اور دوسری زبانوں کے الفاظ کا استعمال ہے۔جس نے کلام کو مزید شگفتہ اور اعلیٰ بنادیا ہے۔

برگ گل کی جا خزاں میں پر نہیں اڑتے ہیں یہ
ہیں جگر کے دل کے یہ سب پرزہ ہائے عندلیب

مقتضائے وقت یہی ہے ورنہ شایان تفنگ
زاغ بیٹھے شاخ گل پر آ بجائے عندلیب15

محب کے اسلوب پر عربی فارسی اور کئی مقامی بولیوں کے اثرات بھی موجود ہیں بقول ڈاکٹر شگفتہ زکریا:

"محب کے اسلوب کی انفرادیت ان کے کلام میں کثرت سے استعمال ہونے والے عربی الفاظ اور تراکیب میں مضمر ہے۔ہماری شاعری پر فارسی کے اثرات تو بڑے گہرے ہیں مگر عربی زبان سے استفادہ کرنے والے شعراء کم نظر آتے ہیں۔محب عربی زبان سے خوب واقف معلوم ہوتے ہیں۔وہ عربی الفاظ کے مختلف

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اشتقاقات سے بخوبی آگاہ ہیں اور انہیں موقع بہ موقع خوبی سے استعمال کرتے ہیں۔ عربی زبان کے بعض ایسے
اسماء وصفات بھی ان کے ہاں موجود ہیں جو ہماری شاعری میں کم دکھائی دیتے ہیں۔"16؎

شاہ و گدا کو عشق او لوالامر کے حضور
نص کلام دل سے ہے فرمان اطیع کا
ہو تنگ دل نہ عشق بتاں میں بقدر وسع
ہے شوق اغنیا کو مکان وسیع کا

حشر کے دن ہاں یقین محشور ہوگا تو محب
دامن عفو شہ لولاک کے سائے تلے17؎

تذکروں نگاروں نے محب کی فارسی مثنوی کا ذکر بھی کیا ہے۔ شعروں میں فارسی شعراء کے نام اور ان کے کلام کے حوالے موجود ہیں۔ جس کی مثالیں ان کے کلام میں جابجا ملتی ہیں۔

نہیں دنیا میں سوا خارو خس کوچہ و دوست
سر شور ریدا کی خواہش بکلا ہے گاہے

وہ پری رو جیسے ہے خلوت گزین آئینہ
عالم حیرت ہے نقش دل نشین آئینہ18؎

محب کے ہاں دلی اور اس کے ارد گرد بولی جانے والی اردو کے متعدد الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں:

ساتھ غیروں کے ہے سدا غٹ پٹ
اب ہمیں سے رکھے ہے دل میں کپٹ

خدا نے خوب سراپا تجھے بنایا پر
تمام خوبیاں اک بد زبان نے ڈالیں میٹ
برنگ نقش قدم کیا وہ خاک گر کے اٹھے
سمند ناز کی تیرے جنہیں لگے ہیں جھپیٹ19؎

ان کی یہی خاصیت یعنی زبانوں سے گہری واقفیت ان کے اسلوب کی انفرادیت کا مظہر ہے۔ ان کے یہاں دوغزلے بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ بقول ڈاکٹر شگفتہ زکریا:

"سنگلاخ زمینوں کی کثرت ہے۔ تمثیل و تجسیم کی طرف بھی خاصا میلان ہے۔ زو قافیتین غزلوں کی اتنی
تعداد محب کے ہاں ملتی ہے جو کسی اور شاعر کے ہاں کم ہی دکھائی دیتی ہے۔ رعایت لفظی کا رجحان بھی خاصہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

زیادہ ہے۔ یہ سب نکات بظاہر لکھنؤ کے اثرات کی نشاندہی کرتے ہیں مگر سچ تو یہ ہے کہ ولی کی غزل میں بھی یہ رجحانات ظاہر ہو چکے تھے۔ خصوصاً سودا کی غزل میں وہ ساری خصوصیات موجود ہیں۔ جو بعد کو لکھنوی غزل کا طرہ امتیاز قرار پائیں۔ محب چونکہ سودا سے بہت متاثر ہیں اس لئے ان کے ہاں یہ خصوصیات سودا کے زیر نظر زیر اثر آگئی ہیں۔"20

محب کے کلام میں پختگی اور قادر الکلامی ہے۔ خارجی موضوعات کے ساتھ ساتھ داخلی طرز کے اشعار بھی موجود ہیں۔ کلام میں روانی ہے۔ بول چال کی زبان کا استعمال ہے۔ محاورہ و روزمرہ کی بندش، مصرعوں کے ضرب المثل بننے کی صلاحیت وغیرہ جیسی خصوصیات موجود ہیں۔

خاتمہ کلام کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ولی اللہ محب اپنے عہد کے شعراء میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے کلام میں زبان و بیان کے تمام خواص موجود ہیں۔ لفظوں کا مناسب استعمال ہے، زبان پر انھیں عبور حاصل ہے۔ ان کا کلام کسی بڑے شاعر سے کم نہیں ہے۔ ڈاکٹر شگفتہ زکریا نے ان کا کلام بڑی محنت اور دیدہ ریزی سے مرتب کر کے پہلی مرتبہ دنیائے ادب کے سامنے پیش کیا ہے اس دیوان کی اشاعت سے اردو ادب کی تاریخ میں کچھ اور اہم اضافہ ہو سکے گا۔ اور قارئین اس اہم شاعر کے شعری خصائص، دور، ہم عصر شعراء سے بھی متعارف ہونگے۔

حوالہ جات

1. محمد خان اشرف، ڈاکٹر، عظمت رباب، اصطلاحاتِ تدوین متن، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2011ء، ص71
2. شگفتہ زکریا، ڈاکٹر، دیوانِ ولی اللہ محب (مقدمہ اور تدوین)، لاہور: سنگت پبلشرز، 1999ء، ص 3 -4
3. ایضاً، ص28
4. ایضاً، ص30-31
5. ایضاً، ص3
6. ایضاً، ص6
7. ایضاً، ص10
8. ایضاً، ص10
9. ایضاً، ص16
10. ایضاً، ص21
11. ایضاً، ص22
12. ایضاً، ص22
13. ایضاً، ص22
14. ایضاً، ص14
15. ایضاً، ص23
16. ایضاً، ص23
17. ایضاً، ص23
18. ایضاً، ص24
19. ایضاً، ص25
20. ایضاً، ص25